خواب

از جناب پروفیسر سید عبدالماجد صاحب، سابق اسسٹنٹ ڈائرکٹر تعلیمات اسلامی بہار

اس سے قبل میں نے دسمبر ۱۹۵۵ء اور فروری ۱۹۶۰ء میں اپنے مضمون خواب میں نفسیاتی خواب کی اپنے علم اور دانست کے مطابق وضاحت کردی ہے۔ جس میں ضمنی طور سے رویاء صادقہ کا بھی ذکر کیا ہے لیکن اس مضمون میں مجھے رویاء صادقہ کی وضاحت کرنی ہے۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ وہ رویاء صادقہ جن میں ہونے والے واقعات کی پیشین گوئیاں ہوتی ہیں، ان کے ذرائع اور اسباب کو سمجھنا عقلِ انسانی کے لئے مشکل ہے۔ کیونکہ وہ بداہۃً ظاہر نہیں ہوتے ان کا دار و مدار قیاسیات پر ہے۔ لیکن یہ بھی سمجھ لینا ضروری ہے کہ علم کے حصول کے قطعی دو ذرائع ہیں۔ ایک بداہت دوسرا قیاس۔ لیکن قیاسات کو بھی بداہت سے متعلق رکھنا ضروری ہے۔ کیونکہ ایسے قیاسات جن کو بداہت سے کوئی واسطہ نہیں ہوتا ان کو فلاسفہ قیاس مع الفارق کہتے ہیں اور یہ عقل کے نزدیک قابلِ قبول نہیں اس لئے میں پہلے علم کے ان ذرائع سے بحث کروں گا جن کا تعلق حواسِ ظاہری سے ہے۔

حواسِ ظاہر ہمیں ظاہر مرئی "اور نمایاں چیزوں کو معلوم اور محسوس کرنے کے لئے عطا ہوئے ہیں۔ لیکن ان میں بھی قوتِ شامہ اور لامسہ ایسی چیزوں کو محسوس کرتے ہیں جو بدیہی طور پر نمایاں نہیں ہوتیں۔ کیونکہ آپ کو معلوم ہے کہ بُو ایسی چیز ہے جس کو انسان دیکھ کر یا چھو کر محسوس نہیں کر سکتا، اسی طرح سردی اور گرمی ظاہری ذرائع سے معلوم نہیں کی جا سکتی۔

حواسِ خمسہ ظاہری کی طاقت محدود ہے، آنکھوں سے ایک خاص حد تک دیکھ سکتے ہیں، اسی طرح

سے آواز بھی بغیر کسی دوسرے آلے کی مدد لئے ہوئے زیادہ دُور سے نہیں سُن سکتے۔ اور ذائقہ اور لامسہ تو زیادہ محدود ہے۔ کیونکہ بغیر کسی چیز کو زبان پر رکھے ہوئے نہیں چکھ سکتے اسی طرح سردی اور گرمی بغیر اپنا جسم سَٹائے ہوئے نہیں جان سکتے۔

حیرت تو یہ ہے کہ ہم چاہتے ہیں کہ سارے کائنات کی حقیقت اپنی ناقص آلات سے معلوم کرلیں اور عقل جس پر ہماری ہر تھیوری phenomena کا دارومدار ہے، اس کے آلۂ کار یہی حواسِ خمسہ ہیں، انہی سے اپنے وجود کے قبل کے حالات بھی معلوم کرنا چاہتے ہیں اور وجود کے ختم ہونے کے بعد کے بھی۔ خدا کو بھی انہی سے پہچاننا چاہتے ہیں۔ اور "جنت" "دوزخ" "فرشتے" اور "جن" کو بھی اور انہی سے نبوت کی بھی جانچ کرتے ہیں اور وحیِ الٰہی کی بھی، لطف تو یہ ہے کہ جو کچھ ہماری عقل میں نہ آسکے اس کا انکار کر بیٹھتے ہیں، اور اپنی ضد پر اَڑ جاتے ہیں۔

کچھ دن قبل انسان ایتھر اور اس کے حلقوں کو نہ جانتا تھا۔ اور نہ تسلیم کرسکتا تھا۔ اور آج گھر گھر ریڈیو بج رہا ہے، اسی ذریعے سے دُور دُور کی آوازیں ہمارے کانوں میں آرہی ہیں اور ہم اس پر پورا اعتماد کرتے ہیں، آج کل تمام اخباری خبروں کا دارومدار ریڈیو ہی پر ہے اور آج تک میں نے نہیں سنا کہ ریڈیو سے کوئی ایسی خبر سُنی گئی ہو جس کو ناشر نے نشر نہ کیا ہو۔ یا خود بخود ریڈیو میں غلط خبر آگئی ہو۔

آج بھی ہم میں سے بہت سارے پڑھے لکھے لوگ بھی ایٹم کے اجزاء کو نہیں جانتے ہیں، اور یہ نہیں سمجھ سکتے کہ ان اجزاء میں کتنی بڑی طاقت ہے۔ آج نیوکلیر بم کا اتنا وسیع اثر بیان کیا جاتا ہے کہ باوجودیکہ چند ماہ قبل پھینکا گیا ہے آج تک کرۂ ارضی کے گرد کی تمام فضائیں مکدر ہیں اور موسم میں بھی تغیر ہوگیا ہے۔

آج بھی رُوح اور رُوح کی طاقتوں سے انکار کیا جارہا ہے حالانکہ روح کے اثرات چلتے پھرتے پھروں بچھیوں، سانپ، چھچھوندر، چوپائے اور انسان اور پرندوں میں اپنی نگاہوں سے دیکھ رہے ہیں۔ ایک بپھرتا ہوا شیر ہاتھی کو مار ڈالتا ہے اور جب خود اس پر ایک گولی جم کر پڑتی ہے تو ٹھنڈا ہوجاتا ہے۔ نہ طاقت رہتی ہے نہ جراءت کیا چیز ہے جس کے نہ ہونے پر اتنی بڑی طاقت سرد ہوجاتی ہے۔ ہم لوگ اسی طاقت کو روح کہتے ہیں۔ روح ہی کی مدد سے ہمارے حواسِ خمسہ ظاہری اور باطنی کام کرتے ہیں۔ اور روح نہ ہو تو ساری طاقتیں معطل ہوجاتی ہیں۔

حیرت ہے کہ ان طاقتوں پر ہم کو زیادہ بھروسہ ہے جو روح کی مدد سے کام کرتی ہیں، رُوح اگر علیحدہ ہو جائے تو وہ سب بیکار ہو جاتی ہیں۔ لیکن ہم روح کی طاقت کی طرف توجہ نہیں کرتے، اور جب کوئی شخص اس کے متعلق کچھ بتانا چاہتا ہے تو ہم بے اعتنائی کے ساتھ نظر انداز کرتے ہیں۔

یہ تو تمام علمائے نفسیات جانتے ہیں کہ خواب عالمِ لاشعوری میں واقع ہوتا ہے لیکن اُس حالت میں بھی بہت سی حرکتیں ہوتی رہتی ہیں جیسے تحت الشعور سے بھولے ہوئے نقشوں کو عالمِ خواب میں سامنے لے آنا اور اکثر ایسا ہوتا رہتا ہے۔ کہ بھُولے ہوئے ذہنی مشاہدوں میں مطابقت بھی موجود ہوتی ہے۔ یہ سارے کرشمے کیسے وجود میں آتے ہیں، اور اکثر مشاہدے ذہن پر جم جاتے ہیں یہاں تک کہ آدمی بیدار ہونے پر بھی دیکھے ہوئے خواب یاد رکھتا ہے۔ یہ سارے عمل کس طرح وقوع پذیر ہوتے ہیں میں تو قائل نہیں کہ کہہ دیا جائے کہ خود بخود ہوتے رہتے ہیں، کوئی حرکت یا تغیر و تبدل کبھی خود بخود نہیں ہوتا۔ کوئی نہ کوئی قوت کام کرتی رہتی ہے، میں اسی قوت کو رُوح کہتا ہوں، کیونکہ جب روح جسم سے علیحدہ ہو جاتی ہے تو کوئی حرکت ذہنی یا جسمانی نہیں ہوتی۔

علمائے متقدمین روح کے وجود اور اس کی طاقتوں کو مانتے آئے ہیں اور اس دورِ ترقی میں بھی ایک جماعت ہے جو روحانیات کے تجربے اور مشاہدات میں مشغول ہے۔

روحانیات کے تجربے کے متعلق میں صرف سر الیور لوج کا ذکر کرنا چاہتا ہوں کیونکہ آج کے ماہرینِ سائنس الیور لوج سے واقف ہیں۔ وہ کیمبرج یونیورسٹی میں طبیعات کے پروفیسر تھے اور انھوں نے طبیعات میں چند کتابیں لکھی ہیں جو ابھی یورپ میں سائنس کے نصاب میں داخل ہیں۔ وہ انگلینڈ کی روحانی محققین کی جماعت میں شامل رہ چکے تھے، ان کی دو کتابیں "ریمنڈ" REMOND " یعنی انھوں نے اپنے لڑکے "ریمنڈ" کی موت کے بعد جو گزشتہ جنگِ عظیم کے دوران میں واقع ہوئی تھی اس کی روح سے مراسلات کئے تھے ان مراسلات کو جمع کرکے شائع کیا ہے۔ دوسری کتاب حیات بعد الممات RIVIVAL OF THE DEAD جس میں انھوں نے اکثر روحوں سے جو مراسلات کئے ہیں وہ درج ہیں۔ میری نظر سے گزری ہیں۔ اور میں نے بغور مطالعہ کیا ہے۔ اگرچہ مجھ کو روحانیات کا علم تو دوسرے ذریعوں سے حاصل ہو چکا تھا، پھر بھی موجودہ تفتیشات

کا علم ان سے حاصل کیا ہے۔

اولیور لوج کے مراسلات سے یہ پتہ چلتا ہے کہ روحانیات کا ایک خاص عالم ہے جہاں مُردوں کی روحیں رہتی ہیں۔ اور زندہ انسان بھی اپنے حواسِ خمسہ ظاہر معطل کرکے اس عالم کی سیر کرسکتا ہے۔

جو واقعات مستقبل میں ہونے والے ہوتے ہیں ان کا ایک غیر مادی نقشہ عالمِ ارواح میں پہونچ جاتا ہے اور ذکی الحس روحیں جو عذاب کی اذیت سے بری ہوتی ہیں وہ ان کو سمجھ لیتی ہیں اور جب کوئی زندہ روح عالمِ ارواح میں پہونچ جاتی ہے تو کبھی کبھی ان واقعات کا ذکر آجاتا ہے۔

چونکہ عالمِ بیداری میں حواسِ خمسہ ظاہری کے ربط اور تسلسل الجھے رہتے ہیں۔ عالمِ ارواح کی سیر کرنے کا موقع نہیں آتا۔ لیکن عالمِ خواب میں جب تمام حواس معطل ہوجاتے ہیں تو کبھی کبھی روح کو عالمِ ارواح کی سیر کرنے کا موقع آجاتا ہے۔ اور اس عالم کی کچھ خبریں معلوم ہوجاتی ہیں جن کو انسان بیدار ہوکر بیان

عالمِ ارواح کی طرف مخاطب ہونے کے طریقوں پر صوفیائے صالحین بڑی مستعدی سے عمل کرتے تھے اور وہ طریقہ مشہور ہے کہ مراقبہ سے حاصل ہوتا ہے اور مراقبہ کیا ہے؟ آنکھ بند کرکے کسی ایک تصور میں اس طرح منہمک ہوجانا کہ کان آنکھ اور خیالات معطل ہوجائیں۔ حواسِ خمسہ کے معطل ہونے پر روح اپنی مادی مشغولیتوں سے آزاد ہوجاتی ہے۔ اور عالمِ بالا کی سیر کرنے لگتی ہے، اسی حالت میں بعض ہونے والے واقعات معلوم ہوجاتے ہیں۔ بعض علماء نے لکھا ہے کہ ہونے والے واقعات لوحِ محفوظ پر نمایاں ہوجاتے ہیں۔ روح اپنی سیر میں کبھی کبھی لوحِ محفوظ کا مطالعہ بھی کرتی ہے، لوحِ محفوظ بعض علماء کے نزدیک ایسا مقام ہے جہاں قضاءِ الٰہی درج ہوتی ہے جس کے متعلق میں علماءِ مادیات کی تشفی کرانے سے معذور ہوں کیونکہ یہ ساری باتیں ماوراء طبیعیات سے تعلق رکھتی ہیں اور جن کی معلومات طبیعیات تک محدود ہیں۔ ان کو ماوراء طبیعیات کے حالات سمجھانا ناممکن ہے۔

حقیقت ہے کہ رویائے صادقہ ماوراءِ طبیعیات سے تعلق رکھتا ہے۔ عوام کو اس کی حقیقت سمجھانا ناممکن ہے۔ مختصر طور پر میں یہ بتادینا چاہتا ہوں کہ رویائے صادقہ کبھی محض روحانی سیر سے حاصل

ہوتا ہے، اور کبھی الہامی ہوتا ہے، یعنی خدائے تعالیٰ بعض علم اپنے بندوں کو خاص طور پر عطا فرماتا ہے
وہ کبھی فرشتوں کے ذریعے سے ہوتا ہے اور کبھی براہِ راست میرے لئے یہ بھی مشکل ہے کہ یہ بتادوں کہ
خدائے تعالیٰ براہِ راست کس طرح علم عطا فرماتا ہے۔ لیکن اہلِ باطن اس کو اچھی طرح جانتے اور سمجھتے ہیں
تجربے کی بات یہ ہے کہ کبھی کبھی انسان کسی واقعہ کو خواب میں دیکھتا ہے اور کچھ دن کے بعد وہ
واقعہ عالمِ مادیات میں ظہور پذیر ہو جاتا ہے جیسے کسی نے خواب میں دیکھا کہ اس کے کسی عزیز کا انتقال
ہو گیا ہے۔ اور کچھ دنوں کے بعد واقعی اس کا انتقال ہو جاتا ہے۔ کبھی دیکھا کہ اس کے مکان میں آگ لگی
ہے کچھ دنوں کے بعد آگ لگ جاتی ہے، کبھی کوئی کسی دُور کے شخص کو اپنے سامنے موجود دیکھتا ہے۔
کچھ دنوں کے بعد وہ آ موجود ہوتا ہے۔

خوابوں کی تحقیق اور تجزیئے کے سلسلے میں ایسے خواب معلوم ہو جاتے ہیں لیکن "ایڈمنڈ فرائڈ"
نے ایسے خوابوں کو نظر انداز کیا ہے، اور بعضوں کی بعید از قیاس توجیہ بتائی ہے۔ لیکن میں ان خوابوں
کی حقیقت سے انکار نہیں کر سکتا۔ کیونکہ قرآنِ پاک میں ایسے خواب متعدد درج ہیں۔ حضرت یوسف
علیہ السلام کا خواب، عزیزِ مصر کا خواب، اور حضرت یوسف علیہ السلام کے دو زندانی رفیقوں کے
الگ الگ دو خواب، حضرت ابراہیمؑ کا خواب اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب ہمارے لئے
اس امر کی محکم دلیلیں ہیں کہ رویائے صادقہ بھی حق ہیں۔ (واللہ اعلم بالحقائق)

فلسفہ کیا ہے؟

یہ ڈاکٹر میر ولی الدین صاحب کے قیمتی مقالات کا مجموعہ ہے
ہیگل کا قول ہے کہ "جس مہذب قوم کا فلسفہ نہیں ہوتا اسکی
مثال ایک عبادت گاہ کی سی ہے جو ہر قسم کی زیب و زینت سے آراستہ ہے لیکن جس میں
قدس الاقداس کا وجود ہی نہیں۔" ڈاکٹر صاحب کے مقالات پڑھ کر آپ اپنے فلسفہ سے پُوری طرح باخبر
ہو جائیں گے۔ مقالات کے چند سرنامے ملاحظہ فرمائیے۔ (۱) قرآن اور فلسفہ (۲) فلسفہ کیا ہے؟
(۳) ہم فلسفہ کیوں پڑھیں (۴) فلسفہ کی دشواریاں ــــ قیمت : مجلد دو روپے
ملنے کا پتہ:۔ مکتبہ بُرہان، اُردو بازار، جامع مسجد، دہلی